خیر الکلام فی کشف أوهام الأعلام

(۷)

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم، لندن

شیخ ابن القیم رحمہ اللہ نے یہ نہیں کہا؛ بل کہ.....

❁ ''صحیح بخاری'' میں ہے:

حَدَّثنا عَلیُّ بنُ عبدِ اللّٰه قَالَ: حَدَّثَنَا سفیانُ قال: سمعتُ الزهریَّ عن السائبِ بنِ یزیدَ یقولُ: أذکرُ أنّی خرجتُ مَعَ الغلمانِ إلیٰ ثنیّةِ الوداعِ نَتَلَقّٰی رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقال سفیانُ مرّةً: معَ الصبیانِ.

حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهُ بنُ محمدٍ قال: حدَّثَنَا سفیانُ عنِ الزهریِّ عن السائبِ أذکرُ أنّی خرجتُ مع الصّبیانِ نَتَلَقّٰی النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم إلیٰ ثنیّةِ الوداعِ مَقْدَمَهُ مِن غزوةِ تبوكَ. (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب کتاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم إلی کِسری وقیصرَ، ص:۶۳۷، ج:۲، قدیمی: کراچی)

''علی بن عبداللہ، سفیان (بن عیینہ) سے، وہ زہری سے اور وہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں؛ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ میں بچوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لیے ثنیۃ الوداع کی طرف نکلا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) سفیان نے ایک مرتبہ بجائے ''مَعَ الْغِلْمَانِ'' کے ''مَعَ الصِّبْیَانِ'' ذکر کیا۔

عبداللہ بن محمد، سفیان سے، وہ زہری سے اور وہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ نبی ﷺ کی غزوۂ تبوک سے تشریف آوری کے موقع پر میں بچوں کے ساتھ آپ کے استقبال کے لیے ثنیۃ الوداع کی طرف نکلا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری'' میں فرماتے ہیں:

ثم ساقه عن شیخ آخر عن سفیان، وزاد فی آخره ''مقدمه من تبوك'' فأنکر

الداؤدی هذا وتبعه ابن القيّم وقال: ثنية الوداع من جهة مكه، لا من جهة تبوك؛ بل هی مقابلها كالمشرق والمغرب. (فتح الباری، ص:۵۳۷، ج:۷، دارالريان: القاهرة)

”پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث سفیان سے روایت کرنے والے دوسرے شیخ سے نقل فرمائی اور اس کے آخر میں ”مقدمه من تبوك“ کا اضافہ (نقل) کیا۔ داؤدی نے اس کا انکار کیا اور ابن القیم نے ان کا اتباع کیا اور کہا: ثنیۃ الوداع مکہ مکرمہ کی سمت میں ہے، تبوک کی جہت میں نہیں؛ بل کہ وہ مشرق اور مغرب کی طرح اس کے بالمقابل ہے۔“

بندہ کہتا ہے:

یہاں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو وہم ہوگیا ہے؛ کیوں کہ شیخ ابن القیم رحمہ اللہ نے داؤدی کا اتباع کرتے ہوئے یہ نہیں کہا ہے کہ ثنیۃ الوداع مکہ مکرمہ کی جہت میں ہے، تبوک کی جہت میں نہیں؛ بل کہ شیخ ابن القیم رحمہ اللہ نے تو یہ کہا ہے کہ بعض رُواۃ کو یہاں وہم ہوجاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے استقبال کا واقعہ آپ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً تشریف آوری کے موقع پر ہے۔ ابن القیم رحمہ اللہ ان بعض رُواۃ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ کھلا ہوا وہم ہے؛ کیوں کہ ثنیات الوداع مقام شام کی جہت میں ہے، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آنے والا ثنیات الوداع کو دیکھتا ہے، نہ اس کے پاس سے گزرتا ہے، مگر یہ کہ جب وہ شام کا قصد کرے۔

”زاد المعاد“ لابن القیم **میں ہے:**

فصل: فلما دنا رسول الله ﷺ من المدينة، خرج الناس لتلقيه، وخرج النساء والصبيان والولائد يقلن:

طلع البدر علينا　　　من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا　　　ما دعا لله داع

وبعض الرواة يهم فی هذا ويقول: إنما كان ذلك عند مقدمه إلى المدينة من مكة، وهو وهم ظاهر، لأن ثنيات الوداع إنما هی من ناحية الشام، لا يراها القادم من مكة إلى المدينة، ولا يمرّ بها إلا إذا توجّه إلى الشام. (زاد المعاد، فصل بعد فصل فی أمر مسجد الضرار الذی نهی الله رسوله أن يقوم به فهدمه ﷺ، ص:۴۸۲، العلمية: بيروت، الطبعة الثانية: ۱۴۲۸ھ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ اختلاف بھی ذکر فرمایا ہے اور اس کی یہ تطبیق بھی

❁ **حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نارِ نمرود میں ڈالا گیا، تو آپ نے** حَسْبُنَا اللّٰهُ

وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ یا حَسۡبِیَ اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ فرمایا تھا۔ یہ جملہ آپ نے بالکل شروع میں ادا فرمایا تھا یا آخر میں؟ بعض احادیث میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا ہے، مثلاً:

حَدَّثَنَا أحمدُ بنُ يونسَ أُراه قال: حدثنا أبوبكر، عَنۡ أَبِی حَصِیۡنٍ، عَنۡ أَبِی الضُّحیٰ، عَن ابن عَبّاسٍ – رضی اللّٰه عنهما – حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ قَالَهَا إبراهيمُ – عليه السلام – حِيۡنَ أُلۡقِیَ فِی النَّار.... (صحيح بخاری، كتاب التفسير، باب ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَكُمۡ﴾ الآية، حديث: ٤٥٦٣، ص: ٦٥٥، ج: ٢، قديمی: كراچی)

حَدَّثَنَا وَكِيۡعٌ، عَنۡ زكريا، عَنۡ الشَّعۡبِيّ، عَنۡ عبدِ اللّٰهِ بنِ عَمۡرو – رضی اللّٰه عنهما – قال: لَمَّا أُلۡقِیَ إبراهيمُ عليه السلام فِی النَّارِ قال: حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ.

(المصنف لابن أبی شيبة، حديث: ٣٠٢٠٤، ص: ٣٠٠، ٣٠١، ج: ١٥، دارقرطبة: بيروت)

ان احادیث میں اولیت یا آخریت سے کوئی تعرض نہیں ہے۔

"المُصنَّف" لابن أبی شيبة کی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ذیل کے طریق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ جملہ ابتداء میں کہنا منقول ہے:

حَدَّثَنَا الۡفَضۡلُ بنُ دُكَيۡنٍ، عَنۡ سُفيانَ، عَنۡ فِرَاسٍ، عَن الشَّعۡبِيّ، عَنۡ عبدِ اللّٰهِ بنِ عمرٍو – رضی اللّٰه عنهما – قال: أَوّلُ كَلِمَةٍ قَالَهَا إبراهيمُ – عليه السلام – حِيۡنَ أُلۡقِیَ فِی النَّارِ: حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ. (المصنف لابن أبی شيبة، حديث: ٣٢٤٩٠، ص: ٥٢٥، ٥٢٦، ج: ١٦، دارقرطبة: بيروت)

حَدَّثَنَا الۡفَضۡلُ، عَنۡ سُفيانَ، عَنۡ فِرَاسٍ، عَن الشَّعۡبِيّ، عَنۡ عبدِ اللّٰهِ بنِ عمرٍو – رضی اللّٰه عنهما – قال: أَوّلُ كَلِمَةٍ قَالَهَا إبراهيمُ عليه السلام حِيۡنَ طُرِحَ فِی النَّارِ: حَسۡبِیَ اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ. (المصنف لابن أبی شيبة، حديث: ٣٦٩٧٧، ص: ٥٣٩، ج: ١٩، دارقرطبة: بيروت)

"صحيح بخاری" کی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ذیل کے طریق میں اس جملہ کا آخر میں کہنا منقول ہے:

حَدَّثَنَا مالكُ بنُ إسماعيلَ قال: حدثنا إسرائيلُ، عَنۡ أَبِی حَصِیۡنٍ، عَنۡ أَبِی الضُّحی، عَن ابنِ عَبّاسٍ – رضی اللّٰه عنهما – قال: كَانَ آخِرَ قَوۡلِ إبراهيمَ – عليهالسلام – حِيۡنَ أُلۡقِیَ فِی النَّارِ: حَسۡبِیَ اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ. (صحيح بخاری، كتاب

التفسير، باب ﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ الآية، حديث: ٤٥٦٤، ص:٦٥٥، ج:٢، قديمي: كراچی)

عالمِ اسلام کے معروف عالمِ دین شیخ محمد عوّامہ حفظہ اللہ ''المصنف'' لابن أبی شیبة پر اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں کہ حافظ (ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے روایتوں کے اس اختلاف سے تعرض نہیں کیا ہے۔ شیخ موصوف روایتوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ جملہ جو حضرت ابراهیم علیہ السلام نے ادا فرمایا تھا، پہلا جملہ بھی ہوگا اور آخری جملہ بھی۔ یعنی پہلے بھی ادا فرمایا ہوگا اور آخر میں بھی۔ ''المصنف'' لابن أبی شیبة میں یہ جملہ ابتداء میں کہنے پر دلالت کرنے والی حدیث: ۳۲۴۹۰، جو ماقبل میں نقل کی گئی ہے کے تحت تعلیق میں ہے:

لكن المعروف أن هذا القول آخر ما قاله إبراهيم عليه الصلاة والسلام، كما جاء فی رواية البخاری، (٤٥٦٤) من حديث ابن عباس، ولم يعرض الحافظ لهذا الاختلاف، ويمكن القول: إن هذه الكلمة هی أول كلمة وآخر كلمة قالها إبراهيم عليه الصلاة والسلام. (المصنف لابن أبی شيبة، تحت حديث: ٣٢٤٩٠، ص:٥٢٦، ج:١٦، دارقرطبة: بيروت)

بندہ کہتا ہے:

یہ شیخ محمد عوّامہ حفظہ اللہ ورعاہ کا وہم ہے؛ اس لیے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) نے یہ اختلاف بھی ذکر فرمایا ہے اور اس کی یہ تطبیق بھی۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے أحمد بن یونس عن أبی بكر عن أبی حصين کے طریق سے مذکور روایت کے تحت اختلاف کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعد والی روایت: مالك بن إسماعيل عن إسرائيل عن أبی حصين کے طریق سے مذکور روایت، میں یہ جملہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کا آخر میں کہنا منقول ہے، اسی طرح حاکم کی مذکورہ روایت میں واقع ہوا ہے، نسائی میں يحيیٰ بن أبی بكير عن أبی بكر کے طریق سے مروی روایت میں بھی اسی طرح ہے اور ''مستخرج أبی نعيم'' کی عبيد الله بن موسى عن إسرائيل کے طریق سے اسی سند سے (جو ''صحیح بخاری'' میں مذکور ہے) مروی روایت میں ابتداء میں کہنا منقول ہے۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ممکن ہے، پہلے بھی کہا ہو اور آخر میں بھی کہا ہو۔ ''فتح الباری'' میں ہے:

قوله: ''قالها إبراهيم عليه السلام حين ألقی فی النار'' فی الرواية التی بعدها أن ذلك آخر ما قال، وكذا وقع فی رواية الحاكم المذكورة، ووقع عند النسائی من

طريق يحيىٰ بن أبى بكير عن أبى بكر كذلك، و عند أبى نعيم فى "المستخرج" من طريق عبيد اللّٰه بن موسى عن إسرائيل بهذا الإسناد أنها أول ما قال، فيمكن أن يكون أول شيء قال و آخر شيء قال. واللّٰه أعلم. (فتح البارى، كتاب التفسير، باب ﴿الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ﴾ حديث: ٤٥٦٣، ٤٥٦٤، ص:١٥، ج:١٠، دارطيبة: الرياض)

ابوصالح سَلْمُوَیَہ کی "صحیح بخاری" میں ایک حدیث ہے یا دو؟

❁ "صحيح بخارى" كتاب التفسير **میں ہے:**

حَدَّثَنَا يحيىٰ بنُ بُكيرٍ قال: حدّثنا الليثُ عن عُقيلٍ عن ابنِ شهابٍ ح وحدّثنى سعيدُ بنُ مروان البغداديُّ قال: حدّثنا محمدُ بنُ عبدِ العزيزِ بنِ أبى رِزْمَةَ قال: أَخْبَرَنَا أبو صالحٍ سَلْمُوَيَه قال: حدّثنى عبدُ اللّٰهِ عن يونسَ بنِ يزيدَ قال: أخبرنى ابنُ شهابٍ أنّ عُروةَ بنَ الزُّبيرِ أخبره أنّ عائشةَ زوجَ النبيِّ ﷺ قالت: كان أولُ ما بُدِئ به رسولُ اللّٰهِ ﷺ الرؤيا الصَّادِقَةَ فى النوم... (صحيح بخارى، كتاب التفسير، سورة اقرأ باسم ربك، ص:٧٣٩، ج:٢، قديمى: كراچى)

حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی اور علامہ محمد تاودی مالکی رحمہم اللہ اِس حدیث کے ایک راوی "ابوصالح سلمویہ" کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کی "صحیح بخاری" میں یہی ایک حدیث ہے، اس حدیث کے علاوہ ان کی کوئی اور حدیث نہیں ہے۔ "فتح البارى" **میں ہے:**

وما له أيضاً فى البخارى سوى هذا الحديث. (فتح البارى، ص:٥٨٦، ج:٩، دارالريان: القاهرة)

"عمدة القارى" **میں ہے:**

وما له فى البخارى إلا هذا الحديث. (عمدة القارى، ص:٣٠٤، ج:١٩، دارإحياء التراث العربى: بيروت)

"حاشية التاودى بن سودة على صحيح البخارى" **میں ہے:**

وليس له فى البخارى غير هذا الحديث. (حاشية التاودى، ص:٦٠٣، ج:٤، العلمية: بيروت)

بندہ کہتا ہے:

"صحيح بخارى" كتاب الكفالة **میں ایک معلّق روایت ہے:**

قال أبو عبدِ اللّٰه: وقال أبو صالحٍ: حدّثنی عبدُ اللّٰهِ عَنْ یونسَ عن الزهريِّ أخبرنی عروةُ بنُ الزُّبیرِ أنّ عائشةَ قالت: لم أَعقِلْ أبویَّ قطُّ إلا وهما یَدِیْنانِ الدِّینَ...

(صحیح بخاری، کتاب الکفالة، باب جوار أبی بکر الصدیق فی عهد النبی ﷺ وعقده، ص:۳۰۷، ج:۱، قدیمی: کراچی)

ابوذر کے نسخہ سے یہ تعلیق ساقط ہے اس نسخہ کے اعتبار سے ابوصالح سلمویہ کی "صحیح بخاری" **میں ایک ہی حدیث ہوگی، جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب التفسیر'' میں نقل فرمائی ہے۔**

ابوذر کے علاوہ رُواۃ کے نسخوں میں یہ تعلیق موجود ہے۔ اس میں ''ابوصالح'' سے کون مراد ہے؟ اس سلسلے میں تین اقوال ہیں:

(۱) اسماعیلی نے اس پر جزم کیا ہے کہ اس سے مراد "عبد اللّٰه بن صالح کاتبُ اللیث" **ہیں۔**

(۲) دمیاطی کا خیال یہ ہے کہ اس سے "محبوب بن موسیٰ الفراء الإنطاکی" **مراد ہیں۔**

ان دونوں اقوال کے اعتبار سے بھی ابوصالح سلمویہ کی "صحیح بخاری" **میں ایک ہی حدیث ہوگی، جو** کتاب التفسیر **میں ہے۔**

(۳) ابونعیم، اصیلی اور ابوعلی الجیانی وغیرہ اس بات کے قائل ہیں کہ اس سے مراد "سلیمان بن صالح المروزی" **ہیں، جن کا لقب** "سلمویه" **ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اسی کو معتمد قرار دیا ہے؛ کیوں کہ** ابن السکن عن الفربری عن البخاری **کی روایت میں واقع ہوا ہے:** "قال أبو صالحی سلمویه حدّثنا عبد اللّٰه بن المبارك". (فتح الباری، ص:۵۵۷، ج:۴، دارالریان: القاهرة) **علامہ عینی رحمہ اللہ نے بھی اس کے معتمد ہونے کے قول کو نقل کیا ہے۔** (عمدة القاری، ص:۱۲۳، ج:۱۲، دارإحیاء التراث العربی: بیروت) **علامہ محمد تاودی مالکی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو معتمد قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو:** حاشیة التاودی، ص:۴۶۸، ج:۲، العلمیة: بیروت.

اس تیسرے قول کو اختیار کرنے کی صورت میں ابوصالح سلمویہ کی ''صحیح بخاری'' میں ایک ہی حدیث ہونے کا قول وہم ہوگا؛ کیوں کہ اس صورت میں ان کی "صحیح بخاری" **میں ایک نہیں؛ بل کہ دو حدیثیں ہوں گی، الّا یہ کہ کوئی یہ تاویل کرلے کہ** "صحیح بخاری" **میں ان کی ایک ہی حدیث ہونے کا مطلب متصل حدیث کا ایک ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.**

(باقی آئندہ)